مطبوعات

اسلام اور موسیقی تالیف: حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ۔ شرح و تحقیق محمد عبدالمعزؒ، استاذ و رفیق شعبۂ تصنیف و تالیف دارالعلوم کراچی۔ ناشر: مکتبہ دارالعلوم کراچی ۱۴۔ ضخامت سوا چار صد صفحات سفید کاغذ، مجلد، قیمت: ۴۵/- روپے۔

ہمارے معاشرے پر مغربی تہذیب کی یلغار سے جو مباحث پیدا ہوئے ان میں سے ایک موسیقی ہے۔ درس گاہوں سے لے کر ٹیلی وژن تک اور شادیوں کے شادیانوں سے لے کر ثقافتی مظاہرات تک مختلف ادارے موسیقی کا طوفان اٹھانے میں لگے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ عوام کی اکثریت عملاً موسیقی سے لطف اندوز ہوتی ہی ہے، خواص میں سے بھی ملحد اور سیکولر طبقوں، مغرب سے مرعوب ذہنوں، بعض مذہبی مکاتبِ فتنہ کے علمبرداروں اور ایمان و علم کے کمزور عالموں کی طرف سے بھی کہا جاتا ہے کہ اسلام میں موسیقی اور غنا بالمزامیر و دیگر متعلقات سب جائز ہیں۔ حالانکہ دینِ برحق کا مقام یہ نہیں کہ حجت بازیاں کر کے اس سے من مانے فیصلے حاصل کیے جائیں۔ یہ میدان تحقیق کا ہے۔

تحقیق کے لحاظ سے مفتی صاحب کی یہ مشرح کتاب بڑا معیاری مقام رکھتی ہے۔ تمام متعلقہ نصوص کو اس میں زیر بحث لایا گیا ہے۔ ان اوراق میں ایک اچھا ذخیرہ علم جمع ہو گیا ہے۔ یہ تحقیقی کتاب موسیقی کے سماجی، معاشرتی اور اخلاقی نتائج بد کو واضح کرتی ہے اور پڑھنے والے کو اس فیصلے پر پہنچاتی ہے کہ:۔

"اگر اس کو حلال قرار دیا جائے تو پورے اسلامی طرزِ زندگی کی چولیں ہل جائیں کیونکہ یہ اسلام کے تمام شعبہ ہائے زندگی کی تعلیمات کے خلاف ہے۔"

"عمل الاکابر" کے زیرِ عنوان بتایا گیا ہے کہ تمام ائمہ و بزرگانِ امت میں اس مسئلے پر اجماع رہا ہے،

سلف میں صرف تین شخصیتوں نے اختلاف کیا :- (۱) علامہ ابن حزم (۲) علامہ محمد بن طاہر مقدسی (ان کی کتاب السماع ہی علمبرداران موسیقی کا اسلحہ خانہ ہے) (۳) ابوالفرج اصفہانی (مؤلف کتاب الاغانی) طالب علم کو چاہیے کہ پیش نظر کتاب میں ان کے متعلق جو نوٹ لکھے گئے ہیں، انہیں بغور پڑھے۔

آخر میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ موسیقی کی صوتی لہروں پر سوار تعیش پسندی، جنسیت پرستی اور فحاشی کی جو بلائیں ہمارے گھروں میں گھس رہی ہیں وہ بڑوں کے احترام، شرافت کی قدروں، نگاہوں کی حیا، ضمیروں کی عفت، غریبوں کی ہمدردی، ملت کے لیے قربانی اور دین کی سرفرازی کے جذبے کو بُری طرح تباہ کر رہی ہیں۔ آج موسیقار اور ایکٹر شہرت و اعزاز کے بلند مقام پر آگئے ہیں اور ان اکرمکم عند اللہ اتقکم کا اُصول نگاہوں سے بالکل اوجھل ہو گیا ہے۔

ساری کتاب پڑھ کر میرے سامنے یہ سوال غور طلب باقی رہ گیا ہے کہ آیا معاملہ صرف منصوص یا معقول دلائل کا ہے کہ وہ اگر فراہم کر دیے جائیں تو کوئی موسیقی پرست اپنی روش بدل لے گا۔ میرا خیال یہ ہے کہ اصل کمی دوسری ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم لوگ دین پر ایمان رکھتے ہوئے ایمان کے تقاضوں سے غافل ہیں اور مسلمان ہوتے ہوئے یہ نہیں جانتے کہ مسلمان کیا ہوتا ہے۔ مسلمان ہونے کے معنی یہ ہیں کہ ایک شخص پر جب یہ واضح ہو جائے کہ خدا کی کتاب یا رسول ؐ کی سنّت فلاں امر کا تقاضا کرتی ہے تو وہ فوراً اُس کی تکمیل پر متوجہ ہو جائے اور اگر اُسے یہ معلوم ہو جائے کہ اسلام نے فلاں چیز کو حرام یا ممنوع ٹھہرایا ہے یا کوئی چیز اس کے مجموعی ڈھانچے کو نقصان پہنچائے بغیر ہماری زندگیوں میں نصب نہیں ہو سکتی تو وہ اُس سے فوراً کنارہ کش ہو جائے۔ ورنہ اگر قاتل، چور، راشی، خیانت کار، تشدد پسند، جیب تراش، سمگلر، شرابی، سودخوار، قمار باز، زانی، مغوی، نشہ باز کی طرح کوئی شخص رقص یا موسیقی یا کسی اور بلا کو لازمہ حیات بنائے رکھنے پر بضد ہو تو اُسے نہ خدا کی کتاب روک سکتی ہے، نہ رسولؐ کی حکمت۔

اس فاضلانہ کتاب سے فائدہ صرف ان لوگوں کو پہنچ سکتا ہے جو خدا و رسولؐ سے وفاداری رکھتے ہوں۔ یہ وفاداری نہ ہو تو کٹ حجتیوں کی بازی گاہ بڑی وسیع ہے۔

ہم اس کتاب کی تیاری و اشاعت پر مکتبہ دارالعلوم کراچی کو مبارکباد کہتے ہیں۔

PUBLIC DUTIES IN ISLAM

تالیف: علامہ ابن تیمیہ۔ عربی سے انگریزی ترجمہ MUHTAR HOLLAND۔ تعارف اور ادارتی حواشی: از جناب پروفیسر خورشید احمد سابق ڈپٹی چیئرمین پلاننگ کمیشن، وفاقی حکومت پاکستان۔ ناشر: دی اسلامک فاؤنڈیشن ۲۲۳ لندن روڈ لائسسٹر LE2 1ZE یونائیٹڈ کنگڈم۔ قیمت: نامعلوم۔

پہلے تو اس کتاب کے خوبصورت معیارِ اشاعت پر ادارے کو مبارکباد۔ ٹائیٹل خوبصورت، کاغذ سفید اعلیٰ ٹائپ نفیس، انگریزی ترجمہ کی زبان علمی ہونے کے باوجود سلیس اور دلکش۔

بڑی خصوصی نوعیت کا اتفاق ہے کہ آج صبح ہی کے اخبار میں "محتسب" کے تقرر کی خبر پڑھی اور چند گھنٹے بعد میں اس کتاب کا تعارف لکھ رہا ہوں جو الحسبۃ فی الاسلام کے انگریزی ترجمہ پر مشتمل ہے۔ کتاب کا بنیادی تعلق ہی احتساب سے ہے۔ مجھے توقع ہے کہ ہمارے محتسب اوّل اسے ضرور پڑھ کر رہنمائی حاصل کریں گے۔

خاصا عرصہ ہوا کہ اس کتاب کا اصل عربی نسخہ چند روز میرے زیر مطالعہ رہا۔ اب یہ کتاب سامنے آئی تو یاد تازہ ہو گئی۔ بظاہر "حسبۃ" کا براہ راست تعلق فریضۂ احتساب سے ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ امام ابن تیمیہؒ نے اس خوبصورتی سے احتساب اور انتظام کو اکٹھا کیا ہے کہ مسلم معاشرہ کے نہایت ہی اہم وظائف سامنے آتے ہیں۔ اور ہر معاملے میں ابن تیمیہؒ نے نصوص و اسناد کے ذریعے اپنے دعووں کو مضبوط کیا ہے۔ یہ چھوٹی سی کتاب اسلامی معاشرے اور اسلامی ریاست کے متعلق بہت سا علم مہیا کرتی ہے۔ اس کتاب کا خصوصی زور اقتصادی عدل پر ہے، جیسے کہ ایڈیٹر (پروفیسر خورشید احمد) نے حصّہ اوّل کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے کہ اس حصّے کا مبحث یہ ہے کہ اسلامی نظامِ اقتصاد کو اسلامی نظریہ، اصولیات اور عملی نظم کے لحاظ سے کس طرح ترتیب میں رکھا جاتا ہے۔ اسی حقیقت کو محمد اکرم خاں کا لکھا ہوا ایزادی باب (ضمیمہ) "الحسبۃ اور اسلامی اقتصادیات" بھی واضح کرتا ہے۔ اسلامی معاشیات پر کام کرنے والوں کے لیے اس کا مطالعہ اشد ضروری ہے۔ مگر اتنا ہی نہیں، اس کتاب میں جہاد اور معیارِ امارت اور اصلاح معاشرہ جیسے موضوعات بھی زیر بحث آئے ہیں۔

مترجم کے تاثرات بھی جذبہ انگیز ہیں۔ اس نے ۱۹۶۰ء کے بعد کے چند سالوں میں اپنے اندر اور اپنے ساتھی طلبہ میں زندگی کے تمام دائروں میں ایک خوشگوار تبدیلی پیدا کرنے کی ضرورت کو محسوس کیا۔

اسی جذبے کے ساتھ اُس نے اپنے کورس کے تحت مطالعۂ اسلام کیا۔ پھر لندن کی ایک درس گاہ میں امام ابن تیمیہؒ کی تصانیف پر لیکچر دیتے ہوئے اُس نے محسوس کیا کہ امام کی باتیں آج بھی اتنی ہی اہم ہیں جتنی چھ صدیاں پہلے تھیں۔ یہاں تک کہ بالآخر مترجم کے ذہنی افق نے وہ رنگ اختیار کر لیا جو کسی نو مسلم کا ہوتا ہے مترجم امام ابن تیمیہؒ کی کتاب الحسبۃ کا مقصد و مدعا یہ بیان کرتا ہے کہ معروف (GOOD-FAIR - RIGHT) کا حکم دیا جائے اور (EVIL - UNFAIR - WRONG) کو روکا جائے۔

افسوس ہے کہ اپنی تنگ دامانیٔ صفحات کی وجہ سے کوئی تفصیلی تبصرہ نہیں کر سکتے۔ اہل ذوق سے یہ سفارش ضرور کریں گے کہ وہ اس کتاب کا مطالعہ اپنے لیے لازم سمجھیں اور اسے احباب میں متعارف کرائیں۔

دیکھ لیا ایران سفرنامہ از پروفیسر افضل علوی۔ ناشر: الحروف، ۴۵ شاہراہ قائد اعظم لاہور
ملنے کا پتہ: مکتبہ اردو ڈائجسٹ۔ سمن آباد لاہور۔ قیمت: مجلد/ ۲۵ روپے

یہ کتاب مجھے جناب مؤلف کی طرف سے بطور ہدیہ موصول ہوئی ہے، اسے میں نے طوع و رغبت سے پڑھا۔ اور شروع کرنے کے بعد سوائے شدید ضروری وقفوں کے، ختم کیے بغیر چین نہ آسکا۔

پڑھنے کے بعد ایک خیال آیا کہ پروفیسر علوی صاحب کو شکریے اور اعتراف کا ایک خط لکھ دوں، مگر پھر یہی فیصلہ کیا کہ پرائیویٹ خط کے بجائے ان اوراق میں کھلا خط شائع کر دیا جائے۔

مختصراً یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس سفرنامے کو پڑھ کر مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ اس کتاب کے ظہور میں آنے سے ایک اچھی ادبی نگارش کا اردو زبان کے سرمائے میں اضافہ ہوا ہے۔ پروفیسر صاحب نے دورِ شاہ کے ایران کی جھلکیاں اس طرح دکھائی ہیں جیسے کوئی شخص کسی البم کا ایک ایک ورق الگ الگ نکال کر تصویریں دکھا رہا ہو۔ ان کے سفرنامے کا ایک سرا اگر "حال" ہے تو دوسرا سرا "ماضی"۔ وہ کسی بازار میں ہوں یا مزار پر، کسی دشت و جبل میں، یا کسی بام و در میں، حلقۂ رفقائے سفر میں یا دائرۂ میزبانان میں، اساتذہ کے سامنے ہوں یا طلبہ کے درمیان، کسی ضیافت میں ہوں یا ادبی مجلس میں "حاضر و موجود" کے سامنے ابوابِ تاریخ بھی جھلکتے چلے جاتے ہیں۔ علوی صاحب کی تحریر میں نہایت شائستہ مرتبے کا طنز و مزاح شروع سے آخر تک ممزوج ہے۔ اس طنز و مزاح سے وہ ایرانی بادشاہت

اس کے نظامِ جبریت ، مذہب داری کی اُوپری رسمیت ، مغرب زدگی ، معاشرت کی قدیم و جدید مضحکہ انگیزیوں سے چھیڑ چھاڑ کرتے جاتے ہیں۔

مَیں اس سفرنامے کو آج کے ادبی تجربوں کے پیشِ نظر بہت بڑی قدر و قیمت کا حامل سمجھتا ہوں۔ پچھلے چند برس میں سفرناموں کا جو نیا انداز ہمارے ہاں اُبھرا ہے اُس میں افسانہ طرازی کا عنصر اعتدال سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ مزید ستم یہ کہ عورت سے سفرناموں کی شان بنانے کا کام اس طرح لیا گیا ہے جیسے سلاد پر نیبو نچوڑ لیا جاتا ہے۔ میرا مطالعۂ ادب یہ بتاتا ہے کہ یہ ادیب کے فنِ نگارش کی کمزوری ہوتی ہے کہ وہ اپنے بیان کو جنسیت کے زور سے اُن فرموں کی طرح مقبول بنائے جو اپنی معمولی مصنوعات کو ایکٹرسوں کی تصویروں سے مزیّن کرتی ہیں۔ کوئی ادیب اگر جنسیت کا سہارا لیے بغیر اپنی تحریر کو معیاری اور دلکش بنا کر پیش کر سکتا ہے تو وہ سچا تخلیق کار ہے۔ "دیکھ لیا ایران" کے مصنّف کا مقام ایسے ہی پختہ نگار ادیبوں کی صف میں ہے۔ خود پروفیسر علوی صاحب نے بھی جدید سفرنامہ نگاری کی ان کمزوریوں کی نشاندہی کی ہے۔

بہرحال علوی صاحب کی ہمت قابلِ تعداد ہے کہ ادب کے ایک رواجی دھارے کے خلاف انہوں نے پیر ناپسند کیا۔ جدید ادب نے ایسے بہت سے چیلنج پیدا کر دیئے ہیں جن کے خلاف سنجیدہ اور تعمیر پسند مسلم ادیبوں کو کام کرنا چاہیے۔

افسوس ہے کہ انِ اوراق میں تفصیل بیان کرنے اور اقتباسات درج کرنے کی گنجائش نہیں۔

فقہ الزکاۃ مجلد	یوسف القرضاوی حصہ اوّل و دوم	۵۰/-	روپے
" "	حصہ سوم و چہارم	۶۰/-	"
سفرِ شوق	فرید احمد پراچہ	۱۵/-	"
انسانی زندگی میں جمود و ارتقاء	محمد قطب	۲۵/-	"

۱۹۸۳ء کا کیلنڈر مفت طلب فرمائیں

البدر پبلی کیشنز۔ ۲۳۔ راحت مارکیٹ۔ اُردو بازار۔ لاہور